اداریہ:

عہد حاضر اور ہم

اے ماؤں بہنوں، بیٹیو دنیا کی زینت تم سے ہے ملکوں کی بستی ہو تمہی، قوموں کی عزت تم سے ہے
تم گھر کی ہو شہزادیاں، شہروں کی ہو آبادیاں غمگین دلوں کی شادیاں دکھ سکھ میں راحت تم سے ہے

اسلام، اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین حق ہے، یہ انسانوں کی پوری زندگی مہد سے لحد تک کی رہنمائی ورہبری کے لئے آیا ہے۔ زندگی کا کوئی کام یا شعبہ ایسا نہیں جو اس کے احاطے سے باہر ہو۔ اسلام پوری زندگی کا ایک جامع نظام اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو زندگی کی مستور حقیقتوں کو منکشف کرتا ہے۔ یہ نظام انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔ اجتماعی زندگی کی تکمیل صنف نازک کے بغیر ممکن نہیں۔ عورت نصف انسانیت کے مترادف ہے۔ اگر مرد انسانیت کے ایک حصہ کی ترجمانی کرتا ہے تو دوسرے حصہ کی عورت ترجمان ہے، دنیا میں ازل سے لے کر ابد تک کسی ایسی سوسائٹی یا سماج کا تصور نہیں کیا جاسکتا جو تنہا مردوں پر ہی مشتمل ہو اور جس میں عورت اور مرد شانہ بشانہ موجود نہ ہوں۔ اس لئے عورت زندگی کے نظام کا ایک اہم جزو لاینفک ہے۔ اس لئے یہ امر بھی لازم وملزوم ہے کہ کوئی ایسی تحریک یا انقلاب کی کوشش جو زندگی کی اصلاح سے تعلق رکھتی ہو خواہ وہ سیاسی ہو، سماجی ہو، اخلاقی ہو یا معاش اور معیشت سے تعلق رکھتی ہو، ہم جنس یعنی عورت کو ساتھ لئے بغیر نہ چل سکتی ہے اور نہ ہی ثمر بار ہوسکتی ہے۔ اسلام پوری زندگی کے لئے ایک انقلابی اور متحرک وزندہ جاوید تحریک کی حیثیت کا حامل ہے۔ اس لئے اس امر کا تو تصور ہی نہیں کیا جاسکتا کہ خواتین کو نظرانداز کر کے اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا جاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور بندی ہونے اور اس کے سامنے جوابدہ ہونے اور اپنے اپنے اعمال کا بدلہ پانے کے لحاظ سے مرد اور عورت میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہے۔

حقوق کا مفہوم:

انسان، انسان کی ضرورت ہے، اسی لئے اس کی گروہی جبلت اسے اپنے ہم

جنسوں کے ساتھ مل جل کر رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ وہ اپنی پیدائش سے لے کر تادمِ زیست بے شمار افراد کی خدمات، توجہ، امداد اور سہاروں کا محتاج ہے۔ اپنی پرورش، خوراک، لباس، رہائش اور تعلیم و تربیت کی ضروریات ہی کے لئے نہیں بلکہ اپنی فطری صلاحیتوں کے نشوو ارتقاء اور ان کے عملی اظہار کے لئے بھی وہ اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ یہ اجتماعی زندگی اس کے گرد تعلقات کا ایک وسیع تانا بانا تیار کرتی ہے۔ خاندان، برادری، محلے، شہر، ملک اور بحیثیت مجموعی پوری نوع انسانی تک پھیلے ہوئے تعلقات کے یہ چھوٹے بڑے دائرے اس کے حقوق و فرائض کا تعین کرتے ہیں۔ ماں، باپ، بیٹے، شاگرد، استاذ، مالک، ملازم، تاجر، خریدار، شہری اور حکمراں کی بے شمار مختلف حیثیتوں میں اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں اور ان فرائض کے مقابلہ میں وہ کچھ متعین حقوق کا مستحق قرار پاتا ہے۔(۱)

تاریخ کے ہر دور میں انسانی افراد کا اتحاد حقوق کی حفاظت اور اس کے استحکام کی خاطر قائم ہوا، قدیم سے قدیم زمانوں کی حکومتیں ان حقوق کا تحفظ اپنا فرض سمجھتی رہی ہیں۔ حقوق کی نوعیت اور تعداد بدلتی اور بڑھتی رہی۔(۲) حق وہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں، حق ہمیشہ ثبت ہوتا ہے سچ ہوتا ہے۔(۳)

انبیاء علیہم السلام اور حقوق انسانی:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو فرائض انسانی و حقوق انسانی کے تحفظ کا ذمہ ٹھہرایا، تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اس کی مظہر ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کے دور میں قابیل کے ہاتھوں ہابیل کا قتل حقوق انسانی کے حوالے سے پہلا حق تلفی کا واقعہ ہے۔ جس کی حضرت آدم علیہ السلام نے سخت مذمت کی، حضرت نوح علیہ السلام نے عذاب خداوندی کی آمد پر نسل انسانی و نسل حیوانی کو بحری بیڑہ میں بٹھا کر جانی تحفظ فراہم کیا، ورنہ نسل انسانی روئے زمین سے ختم ہو جاتی، اسی لئے آپ کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے تجارتی حقوق کی تعلیم دی، لیکن جب قوم کم تولنے اور ملاوٹ کرنے سے باز نہ آئی تو انہیں تباہ کر دیا گیا۔(۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلا کر، انسانی حقوق فراہم کئے، بچوں کو زندگی کا حق فراہم کیا، من و سلویٰ کا بطور غذا کے اہتمام کیا۔ مقتول کے قاتل کی